صحابہؓ کی تمام خصوصیات واچھائیوں اور خوبیوں کے حامل تھے۔

ان کی وفات سے ایسا محسوس ہورہا ہے کہ انسانیت کی روشنی مدھم ہوگئی ہے کس طرح بتائیں کہ حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ کے انتقال سے کس قدر غم وصدمہ ہوا ہے ان کی ذات میں کسی بھی قسم کی کمی کا کوئی بھی ذرہ نہ تھا۔

مولانا وحیدالدین خاں کے بقول "مولانا سید ابوالحسن علی ندوی کی ذات میں یہ تمام حیثیتیں بہ تمام وکمال جمع ہوگئی تھیں۔ مولانا محمد منظور نعمانیؒ نے ایک بار موصوف کو رُجل موہوب" کہا تھا مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ کے لئے یہ خطاب لفظ بلفظ درست ہے مولانا سید ابوالحسن علی ندوی کا کارنامہ حیات تقریباً پوری صدی پر پھیلا ہوا ہے۔ وہ اپنی ذات میں ایک متحرک صدی تھے صدی کی آخری تاریخ کو یہ متحرک شخصیت خاموش ہوگئی۔ وہ انسانیت سے جدا ہو کر اپنے رب سے جا ملے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مولانا سید ابوالحسن علی ندوی ایک ہمہ گیر شخصیت کے مالک تھے ان کے اندر بیک وقت مختلف اور متنوع خصوصیات موجود تھیں۔ مولانا سید مناظر احسن گیلانی نے کہا تھا کہ یورپ میں جو کام اکادمی کرتی ہے وہ ہمارے یہاں ایک آدمی کرتا ہے مولانا سید ابوالحسن علی ندوی اس قول کا ایک زندہ نمونہ تھے وہ ایک فرد تھے مگر انہوں نے کئی اداروں کے برابر کام کیا۔

مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ کی شخصیت کو عالم اسلام میں اچھی طرح سمجھا گیا پہچانا گیا خانۂ کعبہ کی چابی ان کو سونپ کر ان کی شخصیت میں یقین واعتماد کا اظہار کیا گیا جو اعزاز بادشاہ وقت کو حاصل تھا وہ اعزاز حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی کو دیکر دنیائے اسلام میں ان کی بے لوث خدمات کو سراہا گیا۔ وہ عربی کے فاضل تھے انگریزی زبان کے ماہر تھے اردو ادب کے مسلمہ ادیب تھے اس کے علاوہ کئی زبانیں انہیں آتی تھیں انکی تصانیف کی تعداد ایک سو کے قریب ہے جن میں بڑی مایہ ناز کتابیں ہیں جنہیں عوام الناس میں سراہا گیا عربی زبان جب بولتے تھے تو عرب کے لوگ حیرت واستعجاب کے عالم میں انہیں دیکھتے ہی رہ جاتے تھے۔ عربی میں ان کی تصانیف علوم کا خزانہ ہیں جنہیں عرب لوگ پاکر اپنی خوشیاں نہ چھپاپاتے تھے۔ عربوں کو انہوں نے علم وفن سے مالامال کردیا جب ہی تو عربوں نے ان کو بڑے بڑے انعام

دیکر اپنے کو خوشی و مسرت سے ہمکنار کیا کنگ فیصل ایوارڈ برونائی اور عرب امارات کے خصوصی ایوارڈ دیکر دراصل عرب دنیا نے اپنے آپ ہی کو دنیا میں نمایاں کیا۔ مولانا موصوف کے لئے یہ ایوارڈ صرف خدمت انسانی کے لئے ہی تھے ان کی شخصیت ان ایوارڈ سے بے نیاز رہی ان کی شخصیت سے یہ ایوارڈ جب وابستہ ہوئے تو حقیقت میں ان ایوارڈ کی خصوصیت واہمیت میں نمایاں اضافہ ہی ہوا۔ جب مولانا سید ابوالحسن علی ندوی کو رابطہ عالم اسلامی کا رکن رابطہ ادب اسلامی کا صدر اور آکسفورڈ یونیورسٹی کے اسلامک سینٹر کا صدر بنایا گیا تو دراصل یہ مولانا موصوف کی شخصیت کی نہیں بلکہ انہوں نے خود اپنے اداروں کی حیثیت نمایاں کی۔ اور جس کی وجہ سے انہیں بے پناہ استفادہ حاصل ہوا۔

حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ کے انتقال سے ادارہ ندوۃ المصنفین ذاتی نقصان محسوس کرتا ہے۔ ادارہ کے تمام کاموں سے وقتاً فوقتاً وہ واقفیت حاصل کرتے رہتے تھے ان کے اکثر خطوط میں ادارہ کے سلسلے میں مشورہ ہوتے تھے جو ادارہ کے لئے باعث افتخار ہیں حضرت قبلہ اباجان مفکر ملت مفتی عتیق الرحمٰن عثمانی رحمتہ اللہ علیہ سے انہیں والہانہ عقیدت و محبت اور انسیت تھی ان کی اولاد سے وہ بڑی محبت کرتے تھے۔ میرے چھوٹے بھائی نجیب الرحمٰن عثمانی کے انتقال پر ان کا گرامی نامہ بطور تعزیت کے وصول ہوا جسے پڑھ کر ہم سب خاندان کے افراد کو بڑی ڈھارس ملی۔ مفکر ملت حضرت مفتی عتیق الرحمٰن عثمانی کی شخصیت و کارناموں پر ایک عظیم سمینار منعقد ہوا جس کی صدارت باوجود انتہائی مصروفیت کے انہوں نے بخوشی قبول کی اور سمینار میں شروع سے آخر تک موجود رہے اور حضرت مفکر ملت کی خدمات اور ان سے اپنے قریبی تعلقات پر سیر حاصل تقریر فرمائی جو ٹیپ کی گئی اور جسے حاصل سمینار کہا گیا۔

ہندوستانی مسلمانوں کی انہوں نے جس طرح قیادت کی ہے ہر معاملہ میں چاہے وہ مسلم پرسنل لاء بورڈ کے ذریعہ چاہے ندوۃ العلماء جیسے دینی اور عالمی شہرت کے مالک ادارے کے ذریعہ سچ تو یہ ہے کہ انہوں نے حق ادا کر دیا۔ ابھی کچھ عرصہ پہلے یوپی حکومت کے ایک وزیر کی شر انگیزی اور تعلیمی معاملات میں دخل اندازی اور پرائمری اسکولوں میں وندنا سرسوتی جیسی ایک مخصوص دعا جو ہندو مذہب سے تعلق رکھتی ہے کو لازمی قرار دینے پر جس طرح ہندوستانی

مسلمانوں اور ملک کے سیکولر عوام و لیڈروں کو دکھ و تکلیف پہنچی اور اس پر پورے ہندوستان میں ایک عجیب بحران پیدا ہو گیا تھا اس وقت حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی نے اس طرح پورے ہندوستان کے سیکولر عوام کی رہنمائی کی اس سے حکومت کے ارباب حل وعقد کی آنکھیں کھلی کی کھلی رہ گئیں۔ بالآخر حکومت ہند کے وزیر اعظم جناب اٹل بہاری باجپئی کو درمیان میں پڑکر مداخلت کرنی پڑی اور سرسوتی وندنا جیسی متنازعہ پرارتھنا کو اسکولوں میں پڑھنے کے فیصلے کو واپس لینا پڑا۔ اور صوبائی سرکار کے وزیر تعلیم کو ذلت و خواری نصیب ہوئی۔ مولانا کے صرف ایک ہی بیان نے فرقہ پرست عناصر کی شرانگیز سیاست کو بساط ہی کو الٹ کرر کھ دیا۔ بابری مسجد کی تحریک سیاست کے ٹھیکیداروں نے اپنے ہاتھ میں لے کر جس طرح ہندوستانی مسلمانوں کو نقصان پہنچایا اس سے مولانا کو یقیناً دلی کوفت ہوئی ہوگی۔ کیونکہ بابری مسجد کی تحریک جس طرح چلائی گئی وہ مولانا کے مزاج سے کوئی مطابقت ہی نہیں رکھتی تھی بلکہ اسے دیکھ کر تو مولانا کو ذہنی اذیت ہوتی ہوگی سیاست کے بازی گروں نے اسے اس مقام پر پہنچا دیا تھا کہ جس سے اس کی واپس ممکن ہی نہیں تھی یہ اسی کا نتیجہ تھا کہ بابری مسجد شہید ہو کر رہی اور اس طرح تمام دنیا نے ہندوستان کے سیکولرزم کے انہدام کو ان کی روشنی میں ہر جگہ دیکھا دنیا کے تمام انسان ہائیں ہائیں کرتے رہ گئے۔ اور فرقہ پرستوں کی یلغار سے بابری مسجد کی شہادت کو نہ بچا سکے۔ بہر حال ہم کہاں چلے گئے حضرت مولانا سید ابوالحسن علی میاں ندوی کے انتقال کے صدمہ نے کچھ ایسی تلخ یادوں کو بھی ابھار دیا ہے جس سے یقیناً اس بین الاقوامی شہرت یافتہ شخصیت کو دکھ ہوا ہوگا۔ حضرت مولانا موصوف معصوم فطرت انسان تھے ان کا دل صاف تھا جس میں ہر ایک کے لئے محبت تھی انسیت تھی مگر کسی کے لئے نفرت کا شائبہ تک نہ تھا۔ وہ دنیا سے اس قدر انس رکھتے تھے جس قدر ایک مومن کے لئے دنیا کی ضرورت ہوتی ہے وہ حق پرست تھے دنیا کے ساز و سامان سے ان کا کوئی لگاؤ نہ تھا دنیا ان کے پیچھے پیچھے تھی دنیا کے اسباب ان کے انتقال کے لئے ہمہ وقت تیار رہتے تھے مگر وہ ان سے کوسوں دور تھے وہ بوریہ نشین تھے۔ ان کے گھر میں پکا فرش تک نہ تھا ایک چٹائی پر ان کا اٹھنا بیٹھنا تھا مگر بڑے بڑے شاہوں کے محل ان کے آگے ہاتھ باندھے ہر وقت کھڑے رہتے تھے اور وہ اس چاہ میں ہاتھ

ملتے رہ گئے کہ مولانا صرف ان کی طرف ایک نگاہ ہی کر کے کرم فرمادیں۔ لیکن مولانا ان سب سے بے نیاز تھے محلوں کے بیچ میں ان کو اپنا سادہ بوریہ بستر ہی میں محلوں کی شان و شوکت کی خوشبو ملتی تھی۔ انہیں عیش و آرام اور جدید آسائشوں سے سجے دھجے شان و شوکت کے محلوں کے بجائے اپنی سادگی میں راحت و اطمینان نصیب تھا ان کی مسرت سادگی کی زندگی میں تھی اور یہ بات موجودہ دنیا میں صرف حضرت مولانا سید ابوالحسن علی میاں ندوی ہی کی شخصیت میں پنہاں تھی۔ ایسی ہمہ جہت صفات شخصیت اب ہمارے درمیان میں نہ رہی ہے یہ کس قدر دکھ صدمہ اور اتھاہ غم کی بات ہے۔

اب اسے ڈھونڈ چراغ رخ زیبا لے کر

حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی عالم اسلام کی بیسویں صدی کی سب سے بڑی اور سب سے اہم و بے مثال ہستی تھی جو بیسویں صدی میں پیدا ہوئی اور جسے بیسویں صدی نے ہی ہم سے چھین بھی لیا اور ہم سب روتے بلکتے ہی رہ گئے۔ ادارہ ندوۃ المصنفین عالم اسلام سے عالم انسانیت سے اس حادثۂ وفات پر اظہار تعزیت کرتا ہے ۔

ہزاروں سال نرگس اپنی بے نوری پہ روتی ہے
بڑی مشکل سے ہوتا ہے جہاں میں دیدہ ور پیدا

☆☆☆

عزیز گرامی قدر اطال اللہ بقا　　　　اسلام علیکم ورحمتہ اللہ و برکاتہٗ

آپ کے خط سے جس کی تاریخ کتابت صاف نہیں پڑھی گئی۔ رفیق گرامی قدر مولانا مفتی عتیق الرحمٰن صاحب عثمانی کے صاحبزادہ نجیب الرحمٰن عثمانی کے انتقال کی اطلاع ملی۔ معلوم کر کے افسوس ہوا۔ اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت فرمائے۔ اور آپ کے عمر عافیت اور مفتی صاحب کے اخلاف زندگی اور صحت و توفیق میں برکت دے۔

دعاگو

ابوالحسن علی ندوی

☆☆☆